خواتین سے تعلقات : تعامل نبوی کا اختصاصی مطالعہ

RELATION S WITH THE WOMEN: A SPECIAL STUDY OF THE PROPHET'S CONDUCT

احمد حماد ہاشمی*، حافظ رو یفع خان**

Abstract:
The Seerah of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) has become the most important discipline of Islamic Studies in the modern era. Different aspects of the Seerah are being reviewed by scholars. The Prophet's teachings and his practical attitude regarding women is the important area of the Seerah. The critics of Islam have highlighted that women faced many problems in Islamic societies regarding their status, freedom, and role. Their role is limited in all spheres of life. Similarly, some non-Muslim scholars point out that there are differences in theoretical and practical Islam regarding the role and status of women. This article studies the Prophet Muhammad's (SAW) teachings, his dealing, and his practical examples of Seerah.

Keywords: Meccan, Medinan, Women, Dealing, Ethics.

پیغمبر اسلام کا اہم امتیاز اور بعثت کا نمایاں پہلو اخلاق حسنہ کی تکمیل ہے۔ سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں میں اس کے عملی مظاہر نمایاں نظر آتے ہیں چاہے وہ انفرادی زندگی سے متعلق ہو یا اجتماعی سے۔ مکی اور مدنی زندگی کے ہر دو ادوار اس حقیقت کے بخوبی گواہ ہیں کہ آپ نے ہر طرح کے حالات میں اعلی اخلاقی اقدار کو زندہ رکھا۔ محکومیت کا دور ہو یا حاکمیت کا، جبر و استبداد کا زمانہ ہو یا آزادی اور اختیار کا آپ کے اخلاقی رویوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کی تعلیمات وعاشروھن بالمعروف[1] (عورتوں کے ساتھ اچھا برتاو کرو) پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مثالی اور عملی نمونے قائم فرمائے۔ مستشرقین کے اس تصور سے اتفاق ممکن نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغمبرانہ پہلو مدنی زندگی میں نمایاں نظر نہیں آتا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکی اور مدنی رویوں میں تفریق کرتے نظر آتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ سے پہلے تاریخ انسانی میں خواتین کے ساتھ سماج کا رویہ افراط و تفریط کا شکار رہا ہے۔ اسلام نے جاہلیت کے برعکس خواتین کو سماج میں ان کے حقوق سے متعارف کروایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اصلاحات کے ذریعے معاشرے میں خواتین کو ان کے حقوق دلوائے اور ان کے متعلق اعلی اخلاقی معیار قائم کیئے۔ قرآنی احکامات کے ذریعے خواتین کی فلاح و بہبود، ان کے اختیارات اور ان کی آزادیوں سے روشناس کرایا ، وراثت

---

*پی ایچ ڈی سکالر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد
** لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

میں انکے حصے متعین کیے،ان کے کسب، محنت اور ملکیت کو تسلیم کیا اور ان کے متعلق مشفقانہ اور خیر خواہانہ رویہ اختیار کرنے کی ہدایات دیں۔

خواتین سے نبوی حسن سلوک کے رویے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو دنیا کی بہترین متاع قرار دیا۔ارشاد نبوی ہے:

"الدنیا متاع و خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة"

"تمام دنیا متاع (سامان) ہے اور دنیا میں بہترین متاع نیک اور پرہیزگار عورت ہے۔" (2)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں والدین کے مقام و منزلت کو بارہا بیان فرمایا بالخصوص ماں کی خدمت کو جنت میں داخلے کا سبب قرار دیا۔"الجنة تحت أقدام الأمهات" (جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔)[3]

والدین میں سے والدہ کا حق باپ سے تین گنا زائد قرار دیا۔ آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا : یارسول اللہ ! "من أحق الناس بحسن الصحبة؟ قال : أمک، ثم أمک، ثم، أمک، ثم أبوک، ثم أدناک أدناک."

"ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ! میرے حسن سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟آپ نے فرمایا: تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیری ماں پھر تیرا باپ پھر جو قریب ہو، قریب ہو۔"[4]

ا۔ رضاعی والدہ اور ان کے اقارب سے حسن سلوک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں والدہ کے مقام و منزلت کو بارہا بیان فرمایا اور ہم سیرت طیبہ میں اس کی متعدد مثالیں دیکھتے ہیں۔

حضرت ثویبہ جو کہ رسول اللہ کی رضاعی والدہ تھیں اپنی حالت مملوکیت {غلامی} میں رسول اکرم کے پاس آیا کرتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے حسن سلوک کیا کرتے تھے۔حضرت خدیجہ بھی ان کی تکریم کرتی تھیں۔آپ ان کے فرزند مسروح کے لئے تحائف بھی لے جایا کرتے تھے۔ان کی وفات تک رسول اللہ ان کے لئے صلہ اور کپڑے بھیجا کرتے تھے۔[5]

رسول اللہ کی ضاعی والدہ حضرت حلیمہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں برابر تشریف لایا کرتی تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اکرام کیا کرتے تھے۔ خاص طور پر جب وہ آپ علیہ السلام کی حضرت خدیجہ سے شادی کے بعد تشریف لائیں تو آپ نے ان کا اکرام فرمایا اور اپنے ہاں ان کو مہمان بنایا اور ان کے ساتھ حسن سلوک فرمایا۔[6]

ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جعرانہ میں گوشت تقسیم کرتے دیکھا، ان دنوں میں لڑکا تھا، اور اونٹ کی ہڈیاں ڈھو رہا تھا، کہ اتنے میں ایک عورت آئی، یہاں تک کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہو گئی، آپ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھا دی، جس پر وہ بیٹھ گئی، ابو طفیل کہتے ہیں: میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا: یہ آپ کی رضاعی ماں ہیں، جنہوں نے آپ کو دودھ پلایا ہے۔[7]

عمر بن سائب مصری سے منقول ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اتنے میں آپ کے رضاعی باپ آئے، آپ نے ان کے لیے اپنے کپڑے کا ایک کونہ بچھا دیا، وہ اس پر بیٹھ گئے، پھر آپ کی رضاعی ماں آئیں آپ نے ان کے لیے اپنے کپڑے کا دوسرا کنارہ بچھا دیا، وہ اس پر بیٹھ گئیں، پھر آپ کے رضاعی بھائی آئے تو آپ کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنے سامنے بٹھایا۔[8]

رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ سے بڑی محبت تھی۔علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں کہ عہد نبوت میں جب وہ آپ کے پاس آئیں آپ میری ماں میری ماں کہ کر لپٹ گئے۔[9]

ب۔مشرک اور دشمن خواتین سے حسن سلوک اور اس کے اثرات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشفقانہ سلوک اور اخلاقی رویوں کا مظاہرہ صرف مسلم خواتین ہی سے نہ تھا بلکہ کافر اور مشرک عورتوں تک وسیع تھا۔علامہ شبلی سیرت النبی میں فرماتے ہیں کہ مورخین یورپ مدعی ہیں کہ کفار ومشرکیں سے حسن وسلوک کے یہ واقعات اس وقت کے ہیں جب اسلام ضعیف تھا اور مجاملت اور لطف وآشتی کے سوا چارہ نہ تھا جبکہ آپ علیہ السلام کے اکثر واقعات اس وقت کے ہیں جب مخالفین کی قوتیں پامال ہو چکیں تھیں اور انخضرت کو پورا اقتدار حاصل ہو چکا تھا۔[10]

ا۔ حضرت ابوہریرہ کی والدہ سے حسن سلوک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا اور وہ مشرک تھی۔ ایک دن میں نے اس کو مسلمان ہونے کو کہا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں وہ بات سنائی جو مجھے ناگوار گزری۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا وہ نہ مانتی تھی، آج اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مجھے وہ بات سنائی جو مجھے ناگوار ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دیدے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت کر دے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے خوش ہو کر نکلا۔ جب گھر پر آیا اور دروازہ پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سنی۔ اور بولی کہ ذرا ٹھہرا رہ۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی غرض میری ماں نے غسل کیا اور اپنا کرتہ پہن کر جلدی سے اوڑھنی اوڑھی، پھر دروازہ کھولا اور بولی کہ اے ابوہریرہ! "میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خوشی سے روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! خوش ہو جائیے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول کی اور ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی صفت کی اور بہتر بات کہی۔[11]

۲۔فتح خیبر میں یہودی عورت سے حسن سلوک

فتح خیبر کے بعد آپ علیہ السلام نے چند روز خیبر میں قیام فرمایا۔آپ نے یہود کو کامل امن وامان دیا اور انہیں مختلف مراعات عطافرمائیں مگر ان کا طرز عمل مفسدانہ تھا۔ایک یہودی عورت زینب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت فرمائی۔اس نے کھانے میں زہر ملا دیا تھاآپ نے ایک لقمہ کھا کر ہاتھ کھینچ لیا۔مگر آپ کے ساتھ بشر بن براء تھے انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا جس سے وہ انتقال فرما گئے۔(12)آپ نے زینب کو بلا کر پوچھا، اس نے اقبال جرم کر لیا۔آپ علیہ السلام کبھی اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے اس بنا پر آپ نے اس سے کوئی تعارض نہیں فرمایا لیکن تین دن کے بعد بشر کے زہر سے انتقال کے بعد زینب کو قصاصا قتل کر دیا گیا۔(13)

۳۔ ہندہ سے سلوک

ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا ابوسفیان کی بیوی تھیں اور اپنے شوہر کی طرح اسلام کے دشمنوں میں سے تھیں۔ جنگ بدر میں ان کے باپ، بھائی، چچا،اور بیٹے حضرت حمزہ کے ہاتھوں مارے گئے ۔جنگ احد میں ہند نے وحشی غلام کے زریعے حضرت حمزہ کو شہید کروایا اور انکا مثلہ کیا اور انکا کلیجہ چبایا۔ہند پر اسلام کی حقانیت آشکارہ ہوئی تو وہ اسلام لے آئیں ۔حضرت حمزہ رسول اللہ کو بہت عزیز تھے مگر پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرما دیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسلام لانے کے بعد) حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ! روئے زمین پر کسی گھرانے کی ذلت آپ کے گھرانے کی ذلت سی زیادہ میرے لیے خوشی کا باعث نہیں تھی لیکن آج کسی گھرانے کی عزت روئے زمین پر آپ کے گھرانے کی عزت سے زیادہ میرے لیے خوشی کی وجہ نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس میں ابھی اور ترقی ہو گی۔(14)

ابن سعد فرماتے ہیں کہ: جب ہند بن عتبہ گھر آئیں تو اپنے بت کے پاس پہنچیں اور اسے توڑنے لگیں، پھر کہنے لگیں" تیری وجہ سے ہم دھوکے میں پڑے ہوئے تھے۔"(15)

۴۔ ابو سفیان کی بیٹی سے نکاح

ابو سفیان رسول اللہ کے چچا تھے اور ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے ۔یہ آپ کے بڑے دشمنوں میں سے تھے۔حضرت ام حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی تھیں اور حبشہ میں تھیں۔رسول اللہ نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا تا کہ وہ آپ کی طرف سے سیدہ ام حبیبہ کو نکاح کا پیغام پہنچا دیں۔نجاشی نے آپ کا نکاح پڑھایا اور انہیں مدینہ روانہ فرما دیا۔رسول اللہ کا ام حبیبہ سے نکاح کا مقصد یہ بھی تھا کہ ان کے والد ابو سفیان مسلمانوں کے بڑے دشمنوں میں سے تھے۔جب انہیں آپ کے نکاح کا علم ہوا تو ابو سفیان نے آپ کے بارے میں فرمایا: "آپ نہایت معزز واعلی نسب شخص ہیں" ہم ان کی عظمت کو دھبہ نہیں لگا سکتے۔ادھر ہم ان سے لڑ رہے ہیں ادھر ہماری بیٹی ان کے نکاح میں چلی گئی ہے۔ابو سفیان نے اس حقیقت کو تسلیم کر کے ایک طرح سے اعتراف شکست کر لیا۔(16)

ج۔ ازواج مطہرات سے حسن سلوک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی انسانی معاشرت کا اعلی وارفع نمونہ تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ غیر معمولی انبساط کے ساتھ پیش آتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خانگی زندگی میں عدل وانصاف کے جو پیمانے اور معیار قائم کئے وہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے قابل تقلید نمونہ ہیں۔آپ کا یہ عدل انصاف امت کے لئے مشعل راہ ہے تاکہ امت بھی اپنے بیوی بچوں ساتھ عادلانہ زندگی گزارے۔آپ کا اسوہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج مطہرات کو یکساں نان و نفقہ عطافرمایا کرتے تھے۔سب کی باریاں مقرر تھیں۔آپ سب کو یکساں وقت دیتے تھے۔سب کی دلجوئی فرماتے تھے۔سب کی ضروریات کو احسن طریقے سے پورافرماتے تھے۔آپ کا ارشاد ہے:

"خیرکم خیرکم لأهله و أنا خیرکم لاهلی"

''تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے لئے بہتر ہوں۔''[17]

سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی فرماتے اور جس کا نام نکل آتا، انہیں اپنے ساتھ لے جاتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی معمول تھا کہ اپنی ہر بیوی کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر کر دی تھی۔البتہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے (اپنی عمر کے آخری دور میں) اپنی باری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کو رضا حاصل ہو ۔[18]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی ازواج مطہرات کے ساتھ غیر معمولی انبساط کے ساتھ پیش آتے تھے۔اسکی مثال ہم دیکھتے ہیں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے کھیل کو دپر مسرت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں سے کھیلتی تھیں،فرماتی ہیں: میری سہیلیاں میرے پاس آتی تھیں،وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (آمد کی) وجہ سے (گھر کے کسی کونے میں) چھپ جاتی تھیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو (بلا کر) میری طرف بھیج دیتے تھے۔[19]

د۔بیٹیوں سے حسن سلوک

اسلام میں خواتین کی عظمت اور احترام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کو باعث رحمت قرار دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ما من مسلم تدركه ابنتان فيحسن صحبتهما إلا أدخلتاه الجنة۔"[20]

''جس مسلمان کو بھی دو بیٹیاں میسر ہوں اور وہ ان کو اچھی طرح تعلیم وتربیت دے تو وہ دونوں اس کو جنت میں داخل کرائیں گی۔''

"لا يكون لأحد ثلاث بنات أو ثلاث أخوات فيحسن إليهن إلا دخل الجنة." [21]

"جس کی بھی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔"

اسیران بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ زینب کے شوہر ابوالعاص بھی تھے۔ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے فدیے بھیجے تو اس وقت زینب رضی اللہ عنہا نے ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے فدیہ میں کچھ مال بھیجا اور اس مال میں اپنا ایک ہار بھیجا جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا، انہوں نے یہ ہار زینب کو ابوالعاص سے نکاح کے موقع پر رخصتی کے وقت دیا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہار کو دیکھا تو آپ پر سخت رقت طاری ہو گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم مناسب سمجھو تو ان کی خاطر و دلداری میں ان کا قیدی چھوڑ دو، اور ان کا مال انہیں لوٹا دو ، لوگوں نے کہا: ٹھیک ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چھوڑتے وقت یہ عہد لے لیا کہ وہ زینب رضی اللہ عنہا کو میرے پاس آنے سے نہ روکیں گے، پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور انصار میں سے ایک شخص کو بھیجا، اور فرمایا: تم دونوں بطن یأجج میں رہنا یہاں تک کہ زینب تم دونوں کے پاس سے گزریں تو ان کو ساتھ لے کر آنا ۔[22] صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ابوالعاص کو آزاد کر دیا اور سیدہ زینب کا مال اور ہار بھی واپس کر دیا۔[23]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام بچیوں کی تربیت کا خصوصی اہتمام فرمایا۔ سیدہ فاطمہ سب سے چھوٹی ہونے کی بنا پر آپ کی لاڈلی اور منظور نظر بیٹی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی انہیں گود میں بٹھاتے ، کبھی ہاتھوں میں اٹھا لیتے اور انہیں لوریاں دیتے۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جو چیز اس کو ایذا دے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔[24]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ سفر میں جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ سے ملتے اور جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ کے پاس جاتے تھے۔[25]

بحیثیت نبی اور والد کے آپ نے شادی کے موقع پر بھی اولاد کی مرضی اور رضا کو مد نظر رکھا۔ شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرت النبی میں لکھتے ہیں کہ: جب حضرت فاطمہ اٹھارہ برس کی ہو چکیں تو شادی کے پیغامات آنے لگے۔ حضرت علی نے جب درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے انکی مرضی دریافت کی تو وہ خاموش رہیں جو کہ اظہار رضا تھا۔[26]

ھ۔ بیواؤں سے حسن سلوک

عرب معاشرے میں بیوہ اور مطلقہ عورت کی حیثیت جانوروں سے بھی کم تر تھی. اسلام نے اس مظلوم طبقہ کی داد رسی فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بیوہ اور مطلقہ خواتین سے شادی کر کے اس ظلم کا سد باب کر دیا۔ آپ

علیہ السلام نے اپنے اسوہ حسنہ سے مرد عورت کو زندگی گزارنے کے اصول سمجھائے۔اس مظلوم طبقہ کی داد رسی کرنے والوں کو بڑے اجر کی خوشخبری دی۔فرمایا:

"السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ"(27)

بیواؤں اور مسکینوں کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے۔

و۔خواتین کو امان و تحفظ اور سفارش کی قبولیت

فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں نزول فرمایا توام ہانی کے دو دیور ان کے پاس آئے اور پناہ طلب کی۔ام ہانی فرماتی ہیں کہ اسی وقت میرے بھائی حضرت علی گھر میں داخل ہوئے اور کہا: اللہ کی قسم ان دونوں کو ضرور قتل کروں گا۔ میں نے ان دونوں کو اندر کر کے دروازہ بند کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا پہنچی۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: خوش آمدید ام ہانی: کیسے آنا ہوا؟ میں نے اپنے دو دیوروں کی عرضداشت اور ان کے بارے میں حضرت علی کے تاثرات بتائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی، جسے تم نے امان دی، اسے ہم نے بھی امان دی، لہٰذا علی انہیں قتل نہ کریں۔"(28)

ابو جہل جو کے اسلام کے اولین دشمنوں میں سے تھا۔اسکا بیٹا عکرمہ بھی اسلام دشمنی میں کسی سے پیچھے نہ تھا۔فتح مکہ کے موقع پر دیگر مشرکین کے ہمراہ جان بچانے کے لئے فرار ہو گیا۔اسکی بیوی ام حکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائی اوراور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی جان بخشی کی درخواست فرمائی۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ : عکرمہ بن ابو جہل کی بیوی ام حکیم نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول : عکرمہ آپ کے ڈر سے یمن بھاگ گیا ہے۔اسے ڈر ہے کہ آپ اسے قتل کر دیں گے لہٰذا اسے امان عنایت فرمایئے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے امان ہے" یہ سن کر ام حکیم عکرمہ کی تلاش میں نکل پڑیں اور تہامہ کے ساحل پر انہیں ڈھونڈ لیا اور انہیں واپسی کا کہا اور بتایا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے لئے امان لے چکی ہیں۔تو عکرمہ نے پوچھا کہ "کیا واقعی تو امان لے چکی؟" توام حکیم نے کہا: کہ میں نے بذات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی ہے تو انہوں نے آپ کو امان دی ہے۔" یہ سن کر عکرمہ واپس ہو گئے۔جب مکہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:

" تمہارے پاس عکرمہ ایمان کی حالت میں ہجرت کر کے آنے والا ہے، لہٰذا تم میں سے کوئی اس کے باپ کو برا بھلا نہ کہے۔کیونکہ فوت شدہ کو گالی دینے سے زندہ انسان کو تکلیف ہوتی ہے۔جبکہ میت کو وہ نہیں پہنچتی۔"

عکرمہ جب آپ کے پاس پہنچے تو تو اتنی بے تابی کے ساتھ خوش آمدید کہا کہ آپ کے کندھوں سے چادر گر پڑی۔ عکرمہ نے کہا: "اے محمد :ام حکیم نے مجھے بتایا کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے؟"آپ نے فرمایا: "اس نے سچ کہا، تم امان میں ہو" اسکے بعد عکرمہ مسلمان ہو گئے۔(29)

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ جب میں (مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے) آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مہاجر سوار کا آنا مبارک ہو"۔(30)

ز۔ قیدی خواتین سے حسن سلوک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقید عورتوں اور بچوں کے ساتھ بھی انتہائی نرمی و خیر خواہی کی تلقین فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقید عورت اور اس کے بچے کے درمیان تفریق کرنے سے منع فرمایا۔

دور نبوت میں ایک واقعہ بھی اس طرح کا پیش آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ قیدیوں کو لے کر کے حاضر ہوئے، سب قیدی صف بستہ کھڑے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں پر نظر دوڑائی تو ایک خاتون رو رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کا سبب دریافت کیا، اس نے جواب دیا کہ میرا لڑکا بنو عباس میں بیچ دیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو اسید کو فوراً حکم دیا کہ جاؤ! فوری اس بچے کو لے کر آؤ، ابو اسید سوار ہو کر اس بچے کو لے آئے۔(31)

ابو عزہ عمر بن عبداللہ اسیران بدر میں سے تھا اور کئی بیٹیوں کا باپ تھا۔ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول: آپ جانتے ہیں میں محتاج ہوں اور بڑے کنبے والا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وعدہ لیا کہ آئندہ ہمارے خلاف کسی سے تعاون نہیں کرے گا اور اسے آزاد کر دیا۔(32) آپ علیہ السلام نے اسے آزادی اسکی بیٹیوں کی وجہ سے مرحمت فرمائی۔

حضرت جویریہ سے شادی اور بنی مصطلق کی رہائی

ام المؤمنین جویریہ بنت حارث بن مصطلق رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں آئیں تو جویریہ نے ان سے مکاتبت کر لی، اور وہ ایک خوبصورت عورت تھیں جسے ہر شخص دیکھنے لگتا تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بدل کتابت میں تعاون مانگنے کے لیے آئیں، جب وہ دروازہ پر آ کر کھڑی ہوئیں تو میری نگاہ ان پر پڑی مجھے ان کا آنا اچھا نہ لگا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ عنقریب آپ بھی ان کی وہی ملاحت دیکھیں گے جو میں نے دیکھی ہے، اتنے میں وہ بولیں: اللہ کے رسول! میں جویریہ بنت حارث ہوں، میرا جو حال تھا وہ آپ سے پوشیدہ نہیں اثابت بن قیس کے حصہ میں گئی ہوں، میں نے ان سے مکاتبت کر لی ہے، اور آپ کے پاس اپنے بدل کتابت میں تعاون مانگنے آئی ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس سے بہتر کی رغبت رکھتی ہو؟ وہ بولیں: وہ کیا ہے؟ اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارا بدل کتابت ادا کر دیتا ہوں اور تم سے شادی کر لیتا ہوں وہ بولیں: میں کر چکی (یعنی مجھے یہ بخوشی منظور ہے) ۔ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر جب لوگوں نے ایک دوسرے سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ سے شادی کر لی ہے تو بنی مصطلق کے جتنے قیدی ان کے ہاتھوں

میں تھے سب کو چھوڑ دیا انہیں آزاد کر دیا، اور کہنے لگے کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال والے ہیں، ہم نے کوئی عورت اتنی برکت والی نہیں دیکھی جس کی وجہ سے اس کی قوم کو اتنا زبردست فائدہ ہوا ہو، ان کی وجہ سے بنی مصطلق کے سو قیدی آزاد ہوئے۔[33]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شادی سے بنو مصطلق کو بہت فائدہ پہنچا۔جب صحابہ کرام کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے بنو مصطلق کے تمام قیدیوں کو یہ کہ کر آزاد کر دیا کہ : "یہ تو رسول اللہ کے سسرالی رشتہ دار ہیں۔"

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں:

> "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ سے شادی کی تو اس وجہ سے بنو مصطلق کے ایک سو گھرانے آزاد کیے گئے۔میں نہیں جانتی کے کوئی عورت جویریہ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے برکت والی ثابت ہوئی ہو۔" [34]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شادی اور حضور کے حسن وسلوک اور اخلاق کی بناء پر بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار اپنی قوم کے ساتھ مسلمان ہوئے اور بنو مصطلق اسلام کے شیدائی بن گئے۔

شیماء کی سفارش پر قیدیوں کی رہائی

رسول اللہ کی رضاعی بہن شیما آپ کو بچپن میں گود کھلایا کرتی تھیں۔[35] شیما بیت حارث جنگ حنین کے قیدیوں میں شامل تھیں۔انہیں حضور اقدس کی بارگاہ عالی میں پیش کیا گیا اور انہوں نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ میں آپ کی بہن شیما بنت حارث ہوں ، رسول اکرم نے فرمایا: "اگر یہ بات ہے تو اپنی بات کے ثبوت میں سے کوئی نشانی بتلایئے۔" شیما نے اپنے بازو سے کپڑا ہٹایا اور کہا: اللہ کے رسول آپ کے بچپن کے دن تھے ، میں نے آپ کو اپنے بازو میں اٹھار کھا تھا،اس وقت آپ نے اچانک اس جگہ کاٹ لیا تھا۔رسول اللہ یہ نشانی دیکھ کر انہیں فورا پہچان گئے ، پھر آپ نے ان کی بڑی عزت آفزائی فرمائی۔اپنی چادر مبارک بچھائی۔انہیں احترام سے بٹھایا، پھر ارشاد فرمایا: "مانگو، تمہیں عطا کیا جائے گا۔کسی کی سفارش کرنا چاہو تو تمھاری سفارش قبول کی جائے گی۔"[36]

خ ۔جنگی معاملات میں خواتین کے قتل کی حرمت

اسلام نے جنگی معاملات میں خواتین کی عزت وحرمت کو ملحوظ خاطر رکھا اس کی نمایاں مثالیں ہمیں رسول اللہ کی سیرت سے ملتی ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواتین سے حسن سلوک کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو جنگ میں قتل کرنے سے منع فرمایا۔

ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی غزوے میں مقتول پائی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا ۔[37]

ط۔ معاہدہ صلح حدیبیہ اور خواتین کا استثناء

صلح حدیبیہ کے بعد ایک صحابیہ ام کلثوم بن عقبہ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئیں۔ شرائط صلح کے مطابق ان مکہ واپس جانا تھا مگر رسوال اللہ نے مہاجرات کے ضمن میں اس شرط کو منسوخ کر دیا۔ ان کے بعد ان کی والدہ حضرت اروی بنت کریر بھی ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئیں۔ رسول اللہ نے ان کے رہنے کا انتظام فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پرسش کے لئے جایا کرتے تھے۔(38)

ی۔ اہل قرابت کی حوصلہ افزائی اور ان سے حسن سلوک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواتین کے ساتھ حسن سلوک کا ایک اہم باب آپ کا بحیثیت رسول امت مختلف خواتین کی ذمہ داریوں کو نبھانا تھا۔اس ضمن میں رسول اللہ نے مکی دور میں اور مدنی دور میں بہت سی خواتین کی شادیاں فرمائیں۔

حضرت ام ایمن جو کہ رسول اللہ کی انا اور باندی بھی تھیں۔ حضرت خدیجہ سے نکاح کے بعد رسول اللہ نے انہیں آزادی عطافرمادی اور ان کی شادی عبید بن خزرجی سے کروادی جن کا کچھ عرصہ بعد انتقال ہو گیااور ام ایمن دوبارہ رسول اللہ کے پاس لوٹ آئیں۔ آپ علیہ السلام کو ان کے نکاح کا خیال ہمیشہ ستاتا رہا۔آپ نے ترغیب دی کہ جو شخص کسی جنتی خاتون سے شادی کرنا چاہتا ہو وہ ام ایمن سے شادی کر لے۔اسی ترغیب کی بناپر حضرت زید بن حارثہ کلبی نے ان سے شادی کی اور ان سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔(39)

اسی طرح رسول اللہ نے اپنی چچازاد بہنوں کی کفالت بھی کی جن میں خاص طور پر طور آپ کی چچازاد بہنیں جو کہ آپ کے چچازبیر ہاشمی کی بیٹیاں تھیں۔آپ نے ان کی ایک صاحبزادی ضباعہ بنت زبیر کی شادی مقداد بن عمر بہرانی سے کروائی اور تاحیات انکی اور ان کی دیکھ بھال کی۔علاوہ ازیں زبیر ہاشمی کی دوسری بیٹی ام الحکیم بنت زبیر کا نکاح بھی رسول اللہ نے ربیعہ بن حارث سے کروایا۔ نیز اپنے اسی چچا کی تیسری بیٹی صفیہ بنت زبیر اور ان کی ایک اور بہن ام الزبیر بنت الزبیر کی شادیاں بھی آپ علیہ السلام نے فرمائیں۔(40)

ک۔ عہد رسالت میں خواتین کی تعلیم

اسلام نے خواتین کو جو حقوق دے اس میں ایک اہم حق ان کو تعلیم حاسل کرنے کی آزادی ہے۔ عہد نبوی میں خواتین کی تعلیم وتربیت کا رسول اللہ نے خاص اہتمام فرمارکھا تھا۔مغرب آج خواتین کی جس آزادی کی بات کرتا ہے رسول اللہ نے 1400 سوسال پہلے خواتین کو تعلیم کی آزادی دی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے حصول کو مردوخواتین دونوں کے لئے لازم قرار دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:"طلب العلم فريضة على كل مسلم"(41)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابیات کی تعلیم وتربیت بھی فرمائی، اس کا اہتمام بھی فرمایااور تاکید بھی فرمائی۔آپ علیہ السلام کے عہد میں عورتوں کی دینی تعلیم کا انتظام موجود تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب پڑھ

کر جس زوجہ مطہرہ کی باری ہوتی وہاں تشریف لے جاتے۔اکثر ازواج مطہرات اور مدینہ کی عورتیں بھی اسی گھر میں جمع ہو جاتیں تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عورتوں کو دینی مسائل کی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔جس میں خواتین علم دین، معاشرت اور اخلاقیات رسول دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتیں تھیں۔یہ مجلس نماز عشاء تک قائم رہتی اور آپ نماز عشاء کے لئے تشریف لے جاتے اور خواتین اپنے گھروں کو واپس چلی جاتیں۔(42)

صحابہ کرام اپنے گھروں میں خواتین کو قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی وعظ و تلقین کے ذریعے عورتوں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں صحابیات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دینی معلومات حاصل کر لیا کرتیں تھیں۔یا حضرت سیدہ عائشہ اور حضرت سیدہ ام سلمہ کے زریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل و دینی معلومات پوچھ لیا کرتیں تھیں۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ:" (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ اٹھانے میں) مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، اس لیے آپ اپنی طرف سے ہمارے (وعظ کے) لیے (بھی) کوئی دن خاص فرما دیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرما لیا۔اس دن عورتوں سے آپ نے ملاقات کی اور انہیں وعظ فرمایا اور (مناسب) احکام سنائے جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا اس میں یہ بات بھی تھی کہ جو کوئی عورت تم میں سے (اپنے) تین (لڑکے) آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لیے دوزخ سے پناہ بن جائیں گے۔اس پر ایک عورت نے کہا، اگر دو (بچے بھیج دے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اور دو (کا بھی یہ حکم ہے)"۔(43)

ل۔لونڈیوں کی تعلیم

اسلام نے آزاد خواتین کے ساتھ ساتھ لونڈیوں کی تعلیم وتربیت کا درس دیا۔آپ علیہ السلام نے اس کی باقائدہ تلقین فرمائی۔

ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :"تین شخص ہیں جن کے لیے دوگنا اجر ہے۔ایک وہ جو اہل کتاب سے ہو اور اپنے نبی پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور (دوسرے) وہ غلام جو اپنے آقا اور اللہ (دونوں) کا حق ادا کرے اور (تیسرے) وہ آدمی جس کے پاس کوئی لونڈی ہو۔جس سے شب باشی کرتا ہے اور اسے تربیت دے تو اچھی تربیت دے، تعلیم دے تو عمدہ تعلیم دے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے، تو اس کے لیے دوگنا اجر ہے۔"(44)

اسلام نے خواتین کے حقوق کا جس قدر خیال رکھا شاید ہی کوئی تہذیب خواتین کو اس قدر حقوق میسر کر سکی۔اسلام نے خواتین پر کسی قسم کی کوئی مالی ذمہ داری نہیں ڈالی مگر اس کے ساتھ ساتھ انہیں کمانے سے بھی نہیں روکا

اور انہیں ملکیت کا حق دیا۔اس ضمن میں ہمیں سیدہ خدیجہؓ ، حضرت ہالہؓ ، حضرت زینبؓ ، حضرت اسماء بنت ابی بکر کی مثالیں ملتی ہیں۔(45) حتی کے رسول اللہ کے زمانہ میں بازار کی نگران ایک خاتون حضرت شفاء تھیں جو کاروبار کی دیکھ بھال کیا کرتی تھیں۔(46)

رسول اللہ نے خواتین کی فلاح و بہبود کے احکامات بھی فرمائے جن میں مہر وعدل کے احکامات شامل ہیں۔عہد نبوی میں خواتین کو گھر سے باہر ضرورت کی بناء پر نکلنے کی اجازت بھی تھی۔اسلام نے دین فطرت ہوتے ہوئے خواتین کی اس آزادی کو تسلیم کیا بلکہ ساتھ ساتھ حدود و قیود کا تعین بھی فرمایا۔آپ خواتین کی شکایات کا ازالہ بھی فرمایا کرتے تھے۔آپ نے خواتین کے نکاح میں ان کی مرضی کو مقدم رکھا۔بیویوں اور بچیوں کی بے جا مار پیٹ سے روکا۔ نان و نفقہ کی شکایات دور فرمائیں اور ازواج کے حقوق ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

پیغمبر کی آخری وصیت بھی اس بات کی گواہ ہے کہ وہ انسانیت کو بالعموم اور امت کو بالخصوص عورتوں کے حسن سلوک کی وصیت کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں۔

یہ حقوق اس وقت میسر ہو سکتے ہیں جب انسان کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ کامل صورت میں موجود ہو۔ہمارے معاشرے میں اسوہ حسنہ سے روگردانی کے سبب ہمارا معاشرہ خواتین کے حقوق کے متعلق انتشار و مسائل کا شکار ہے۔جب تک ہم سیرت طیبہ کو اپنے مطالعہ میں نہیں رکھیں گے معاشرے سے ان مسائل کا خاتمہ ممکن نہیں ۔ہمیں اسوہ حسنہ کی روشنی میں اپنے معاملات طرز عمل اور اصولوں کو از سر نو دیکھنا ہو گا جس میں ہمارے لئے مکمل راہنمائی ہے۔

نتائج

رسول اللہ کے نظام تعلیم کے انقلابی نتائج آپ کے زمانے میں ہی سامنے آنے لگے۔اس سے مسلمانوں میں خواندگی کی شرح میں اضافہ ہوا اور تہذیب و تمدن کے اعلی معیارات تک پہنچے۔نیز اسی تعلیم و تربیت کے ذریعے مسلمان مذہبی حیثیت سے اعلی کردار کے مالک بنے۔

زیر بحث موضوع کے حوالے سے سیرت طیبہ کے مطالعہ سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1. معاشرتی رویوں میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔
2. گفتگو کے وقت نرم لہجہ اور شائستہ گفتگو اختیار کرنی چاہیئے۔
3. کوئی ایسی بات یا رویہ نہ اختیار کیا جائے جو خواتین کی تذلیل ،دل شکنی یا دل آزاری کا باعث بنے۔
4. اہم امور میں بالخصوص خانگی معاملات میں خواتین سے مشورہ کیا جائے اور فیصلوں میں مناسب اہمیت دی جائے۔
5. خواتین کو گھروں میں مقید کر کے انہیں تفریحی سہولتوں سے محروم نہ رکھا جائے۔
6. غصہ اور اشتعال کی حالت میں کوئی ایسا انتہا پسندانہ قدم نہ اٹھایا جائے جو طلاق و تفریق کا باعث بنے اور بعد میں ندامت اٹھانی پڑے۔

7. خواتین کی تعلیم وتربیت کا خصوصی انتظام کیا جائے بالخصوص بیٹوں اور بیٹیوں میں تفریق نہ رکھی جائے۔
8. جبر وتشدد کے بجائے وعظ ونصیحت اور اصلاحی تدابیر کو ترجیح دی جائے۔
9. گھر کے کام کاج میں خواتین کا ہاتھ بٹایا جائے بالخصوص ان خواتین کا خاص خیال رکھا جائے جو خانگی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ گھر سے باہر معاشی سرگرمیوں یا ملازمت کا بوجھ اٹھارہی ہوں۔
10. حدود وقیود کے ساتھ خواتین کی جائز آزادی کو تسلیم کیا جائے۔
11. بچیوں اور عورتوں کی بے جا مارپیٹ نہ کی جائے۔
12. خواتین کو ضرورت کی بناپر گھروں سے نکلنے کی اجازت دی جائے۔
13. بیٹیوں اور بہنوں کا خاص خیال رکھا جائے۔
14. بیٹیوں کی شادیوں میں ان کی رضامندی کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ النساء:۱۹
2۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، ص:1124، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا،مکتبۃالبشری کراچی،ط،2011م، رقم: 3647،ج،4
3۔ علاء الدین علی بن حسام الدین المتقی الهندی، کنز العمال، ،مؤسسۃالرسالۃ،الطبعۃالخامسۃ، 1981م،رقم:45439،ج، 16ص،661
4۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب بر الوالدین، موسوعۃالحدیث الشریف الکتب السنۃ،دار السلام للنشر والتوضیع،الریاض،اپریل،2000م، رقم:6501، ص:1124
5۔ بلاذری،احمد بن یحییٰ، تحقیق، سہیل زکار وریاض الزرکلی، انساب الأشراف، بیروت، دار الفکر،ط،الأولی،1996م،ج۔ ا، ص96/95
6۔ بلاذری،ص، 95
7۔ ابوداود، سلیمان بن اشعث، سنن بی داؤد، باب بر الوالدین، موسوعۃالحدیث الشریف الکتب السنۃ،دار السلام للنشر والتوضیع، الریاض،اپریل،2000م،رقم:5144،ص،1599
8۔ ابوداود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، باب بر الوالدین،رقم:5145
9۔ شبلی نعمانی،سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، الفیصل،لاہور،1991،ج،اص،116
10۔ شبلی نعمانی،سیرت النبی، ادارہ اسلامیات ،لاہور،2002،ج،1،ص،608
11۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم،کتاب فضائل الصحابہ،رقم: 6396،ص:1116
12۔ ابن ہشام،السیرۃالنبویۃ، دار الکتاب العربی،بیروت،1990،ج،3،ص،287

13۔ تفصیل لے لئے دیکھئے، بخاری حدیث نمبر 5777

14۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب مناقب الأنصار، باب ذکر هند بنت عتبه، موسوعة الحدیث الشریف الکتب السنة، دار السلام للنشر والتوضیع، الریاض، اپریل، 2000م، رقم: 3825، ص، 310

15۔ محمد بن سعد، طبقات، نفیس اکیڈمی، کراچی، ج،8، ص، 237

16۔ النیسابوری، محمد بن عبداللہ ابو عبداللہ الحاکم، المستدرک، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1990، ج،4 ص،21

17۔ الترمذی، محمد بن عیسی، الجامع الصحیح سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ازواج النبی، رقم: 3895، ص، 2050،

18۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الشہادات، رقم: 2688، ص، 213

19۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل عائشہ، رقم: 6287، ص: 1106

20۔ بخاری، الأدب المفرد، دار البشائر الإسلامیة، بیروت، 1989، رقم: 77، ج،1 ص، 41

21۔ الترمذی، محمد بن عیسی، الجامع الصحیح سنن الترمذی، کتاب البر والصلہ، باب ماجاء فی النفقة علی البنات والاخوات، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، رقم: 1912، ج، 4 ، ص، 318

22۔ ابو داود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی فداء الأسیر بالمال، رقم: 2692، ص، 1423

23۔ ابن ہشام، سیرۃ ابن ہشام ، دار الکتاب العربی، بیروت، 1990، ج،2 ص، 651،653

24۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم ، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل فاطمہ، رقم: 6308، ص، 1108

25۔ کاندہلوی، محمد ادریس، سیرت مصطفیٰ، ج،3 ص، 341، کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی

26۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۹۹، ج 1 ص، 222

27۔ بخاری، رقم، 6006

28۔ السیرۃ لابن ہشام ، ج، 4، ص 53،54، صحیح بخاری 3171

29۔ الواقدی، محمد بن عمر، المغازی للواقدی، ج،2، ص، 276-278

30۔ الترمذی، محمد بن عیسی، الجامع الصحیح سنن الترمذی، رقم: 2735، ص، 1927، کتاب الآداب، موسوعة الحدیث الشریف الکتب السنة، دار السلام للنشر والتوضیع، الریاض، اپریل، 2000م

31۔ مستدرک حاکم: 6193، ج،3، ص، 591

32۔ البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین، دلائل النبوہ للبیہقی ج،3 ص 280،281

33۔ ابو داود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، رقم: 3931، ص، 1512، کتاب العتق، باب بیع المکاتب، موسوعة الحدیث الشریف الکتب السنة، دار السلام للنشر والتوضیع، الریاض، اپریل، 2000م

34۔ احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، 1999م، رقم: 26365، ج، 43، ص، 384

35۔ سیرۃ ابن ہشام، ج، 1، ص، 161

36۔ البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین، شعب الایمان للبیہقی، دلائل النبوۃ للبیہقی، دار السلام للنشر والتوضیع، الریاض، ۲۰۰۰م، ج 5 ، ص 200/199

37۔ بخاری، باب قتل النساء فی الحرب، رقم، 3015
38۔ ابن سعد، طبقات، ج، 8، ص229۔231
39۔ ابن سعد، طبقات، ج8، ص، 223
40۔ صدیقی، یاسین مظہر، نبی اکرم اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، میٹروپرنٹر، لاہور، ص، 203
41۔ القزوینی، محمد بن یزید ابو عبداللہ، سنن ابن ماجہ، ج، 1، ص، 81، رقم، 224، دار الفکر۔بیروت، ط، ن۔د
42۔ عبدالعزیز عرفی، اسوہ رسول اکرم۔جمال مصطفیٰ، کراچی: گیلانی پبلیشرز، 1980، ج3، ص 108
43۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، رقم: 101، ص، 11
44۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب تعلیم الرجل امتہ، رقم: 97، ص، 11
45۔ صدیقی، یاسین مظہر، نبی اکرم اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، میٹروپرنٹر، لاہور، ص، 203
46۔ ایضاً، ص، 204